معدنی وسائل کی اہمیت وحیثیت اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

URDU –IMPORTANCE AND SIGNIFICANCE OF THE NATURAL RESOURCES IN THE LIGHT OF ISLAMIC INJUNCTIONS

Muhammad Umar[*] , Prof. Dr. Abdul Ali Achakzai [**]

The Scholar Islamic Academic Research Journal || Web: www.siarj.com ||
P. ISSN: 2413-7480 || Vol. 3, No. 2 || June-December 2017 || P. 81-100

DOI: 10.29370/siarj/issue5ar5

URL: https://doi.org/10.29370/siarj/issue5ar5

License: Copyright c 2017 NC-SA 4.0

ABSTRACT:

The natural wealth that Allah endowed to earth at the time of its creation is called minerals and natural resources. Man is aware of the significance and importance of minerals since the ancient times and since then he has been benefitting from the minerals. But during the last two centuries, the way man has been benefitting from minerals, perhaps the ancient man had never thought of that. In future, the progress and prosperity of mankind will largely depend on the natural resources, and economy will depend on minerals; therefore, it becomes imperative that minerals and the land rich with minerals should be under vigilant protection. These should be spared from the clutches of the international powers in every possible way. The injunctions given by the Ṣḥārīā regarding minerals should be followed and implemented in every humanly possible way. The lands rich with minerals should be in the control of a government instead of individuals so that people may benefit from the blessings of Allah collectively, and as a nation instead of seeking help and assistance from other developed nations, we should inculcate in ourselves the capacity to extract them, refine them, and get maximum benefit ourselves from them

[*] Lecturer, Islamabad Model Postgraduate College, H-8, Islamabad, Email: muhammadumarumar80@gmail.com

[**] Dean Faculty of Education and Humanities, University of Baluchistan, Quetta Email: abdulali.uob@gmail.com

so that we could avoid dependence of others. The wealth got from the minerals should be used for welfare of the masses. Moreover, dishonesty and misappropriation of every sort should be avoided. Collective benefit should be supreme to the individual benefit.

KEYWORDS: Minerals, Injunctions, Protection /Preservation, Benefit, Rights

کلیدی الفاظ: تعلیمات، معدنیات، وسائل، حفاظت، فوائد، حقوق

1۔تعارف:

اللہ جل شانہ نے اپنی قدرت کاملہ سے کائنات اور کائنات میں تمام موجودات کو پیدا فرمایا ہے ذی روح مخلوقات کے رزق اور ان کی پرورش کی ذمہ داری بھی خود لی ہے۔ جو کسی کے رزق اور پرورش کی ذمہ داری لیتا ہے تو اس کے لئے انتظامات بھی کرتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات کے رزق کے لئے اپنی شان کے مطابق انتظام فرمایا ہے۔ اپنی مخلوقات میں جس مخلوق کو سب سے زیادہ شرف اور عزت بخشی ہے وہ انسان ہے اور انسان کی عزت و شرف کے مطابق اس کے لئے اسباب معیشت اور ضرویات زندگی کو پیدا فرمایا ہے۔ غذا اور خوراک کے لئے گندم، دانہ، جو، چاول اور گوشت، لذت و فرحت کے لئے پھل، میوہ جات وغیرہ اور دیگر ضروریات کے لئے معدنیات کو پیدا فرمایا ہے۔ معدنیات میں بڑی سخت ہیبت اور بے شمار فوائد ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کی قدر و حفاظت کرنا اور اسے ضائع ہونے سے بچانا ضروری ہے اور ہر نعمت کو اللہ جل شانہ کے حکم کے مطابق استعمال کرنا اور اس کے شرعی حقوق کو ادا کرنا ضروری ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری کرنا اور ان کو ضائع کرنا اور ان میں اللہ تعالیٰ کے احکام کو نظر انداز کرنا اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدردانی سے ان میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے اور ناقدری اور ضائع کرنے کی وجہ سے وہ ناپید ہو جاتی ہیں۔

2۔معدن کی لفظی تحقیق:

معدن عربی کے لفظ عدن سے بنا ہے جس کے معنی ٹھہرنے کے ہیں اور اس کے معنی سونے وغیرہ کی کان، ہر چیز کا منبع اور رہائشی مکان کے بھی ہیں ہر شے کا مرکز اس کا معدن کہلاتا ہے، معدن کے معنی جائے قرار کے بھی ہیں۔[1]

ابن الھمام لکھتے ہیں:

المعدن من العدن وھو الاقامة و منه یقال عدن بالمکان اذاقام به و منه جنت عدن و مرکز کل شی

معدنہ۔ [2]

"معدن عدن سے ماخوذ ہے جس کے معنی ٹھہرنے کے ہیں اور اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ عدن بالمکان جب وہاں ٹھہرا جائے اور اسی سے ہے ٹھہرنے کے باغات اور ہر چیز کا مرکز اس کا معدن ہے۔"

2۔1 معدن کی اصطلاحی تعریف:

عرف اور اصطلاح شریعت میں معدن کا اطلاق اس مال پر کیا جاتا ہے جسے خالق کائنات نے اپنی قدرت کاملہ سے زمین میں پیدا فرمایا ہے۔

معدن کی شرعی واصطلاحی تعریف کرتے ہوئے ابن قدامہ لکھتے ہیں:

المعدن الذی یتعلق به و جوب الزکوۃ وھو کل ماخرج من الارض مما یخلق فیھا غیر ھامماله قیمة۔ [3]

"معدن جس سے وجوب زکوۃ کا تعلق ہے ہر وہ مال جو زمین سے نکلے جو زمین میں پیدا کیا گیا ہو لیکن زمین کی جنس سے نہ ہو اور اس کی قیمت بھی ہو) یعنی لغوی اعتبار سے معدن کا اطلاق اس کان پر ہوتا ہے جس میں سکون واستقرار کی سی کیفیت ہو، لیکن اصطلاح میں اس کا اطلاق اس مستقر شی پر ہوتا ہے جو قدرتاً وخلقتاً زمین میں بصورت دھات یا کان مستور ہو یا بایں الفاظ کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کی تخلیق کے وقت جو قیمتی ذخائر اس میں مرتکز فرمائے وہ معدنیات کہلاتے ہیں جیسے سونا، چاندی، لوہا، پیتل، تانبا، سیسہ، کرومائیٹ، سنگ مرمر، معدنی تیل، پیٹرول اور گیس وغیرہ۔ علامہ کاسانی معدنیات کی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فالمستخرج من الارض نوعان احدھما یسمّٰی کنزاً وھو المال الذی دفنه بنی آدم فی الارض، والثانی یسمی معدناوھو المال الذی خلق اللّٰہ تعالٰی فی الارض یوم خلق الارض و الرکاز اسم لھما جمیعا الا ان حقیقة للمعدن واستعماله للکنز مجازاً۔ [4]

"زمین سے نکالے جانے والی چیزیں دو قسم کی ہیں ان میں سے ایک کو کنز کہا جاتا ہے یہ وہ مال ہے جس کو بنی آدم یعنی انسان نے زمین میں دفن کیا ہو۔ دوسری قسم کو معدن کہا جاتا ہے یہ وہ مال ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے زمین کی تخلیق کے وقت اس میں پیدا فرمایا ہے۔ رکاز کا اطلاق دونوں پر کیا جاتا ہے مگر معدن پر حقیقتاً اور کنز پر مجازاً"

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ قدرتی ذخائر اور معدنیات کے لئے رکاز کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔ کوئی قیمتی چیز انسان خود زمین میں دفن کرے اس کو کنز کہتے ہیں یا اللہ تعالیٰ نے زمین میں زمین کی پیدائش کے

وقت گاڑ دی ہو اس کو معدن کہتے ہیں رکاز کا اطلاق کنز اور معدن دونوں پر کیا جاتا ہے لیکن معدن پر اس کا اطلاق حقیقتاً ہے اور کنز پر مجازاً ہے۔

ابن منظور رکاز کے متعلق لکھتے ہیں :

"والرکاز قطع ذھب و فضة تخرج من الارض والمعدن وفی الحدیث وفی الرکاز الخمس۔"[5]

"رکاز سونے اور چاندی کے ٹکڑے کو کہتے ہیں جو زمین میں معدنی کانوں سے نکلتا ہے۔ حدیث میں ہے. رکاز میں خمس ہے۔"

3۔معدنیات کی قسمیں:

زیر زمین قدرتی ذخائر میں بعض ذخیرے ایسے ہیں جو ٹھوس ہیں لیکن آگ میں پگھل جاتے ہیں جیسے سونا چاندی اور لوہا وغیرہ اور بعض ایسے ہیں جو ٹھوس ہیں اور آگ میں پگھلتے بھی نہیں جیسے قیمتی پتھر وغیرہ اور بعض ایسے جو ٹھوس نہیں ہیں جیسے تیل اور پیٹرول وغیرہ، معدنیات کی ان اقسام کو بیان کرتے ہوئے علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں۔

ان المعدن کما فی القھستانی ثلاثة اقسام : منطبع ، کالذھب والفضة ، والرصاص، والنحاس والحدید، ومائع کالما، والملح والقیر، والنفط، ومالیس شیئا منھما کاللولو والفیروزج والکحل وغیرھا۔ [6]

" معدنیات کی تین قسمیں ہیں جیسا کہ قھستانی میں ہے۔پگھلنے والا، جیسے سونا، چاندی، سیسہ، تابنا اور لوہا، بہنے والا جیسے پانی، نمک، تارکول اور تیل اور جو ان دونوں میں سے نہیں ہے جیسے موتی، فیروزہ اور سرمہ وغیرہ۔"

گویا شرعی احکام کے لحاظ سے معدنیات کی تین قسمیں ہیں۔ ا۔ جامد منطبع یعنی ٹھوس اور پگھلنے والا، کہ آگ میں ڈالنے سے پگھل جائے جیسے سونا، چاندی، لوہا، پیتل، سیسہ اور تانبا وغیرہ۔ ۲۔ جامد غیر منطبع، یعنی ٹھوس اور نہ پگھلنے والا کہ آگ میں ڈالنے اور گرم کرنے سے نہ پگھلے جیسے قیمتی پتھر ہیرا، موتی، مونگا اور عقیق وغیرہ۔ ۳۔ مائع معدنیات اس تیسری قسم میں وہ معدنیات شامل ہیں جو سیال اور بہنے والے ہیں اور ٹھوس نہیں ہیں جیسے تارکول، معدنی تیل اور گیس وغیرہ علامہ شامی کی عبارت سے یہی کچھ مستنبط ہے۔ معدنیات کی ان تین اقسام کے علاوہ ایک قسم اور بھی ہے جو بظاہر ان تین اقسام میں شمار نہیں وہ کوئلہ ہے، معدنیات کی تین اقسام کی تعریف بظاہر کوئلہ پر منطبق نہیں کوئلہ ٹھوس ہے لیکن نہ منطبع ہے کہ پگھل جائے اور نہ غیر منطبع ہے کہ آگ میں صحیح وسلامت رہے لیکن محققین اس کو جامد غیر

منطبع معدنیات میں شمار کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئلہ کا بیشتر حصہ کاربن ہوتا ہے اور ہیرا بھی دراصل کاربن کی ایک شکل ہے اس مشابہت کی بناپر کوئلہ کو جامد غیر منطبع معدنیات میں شمار کرتے ہیں۔

4 ۔کوئلہ کے متعلق انجینئر شفیع حیدر لکھتے ہیں :

سائنسدانوں کا خیال ہے کہ تقریباً 3000000/- سال پہلے جب روئے زمین پر درختوں کے جھنڈ کثرت سے تھے اور انقلابات اور تغیرات کے نتیجہ میں یہ درخت زیر زمین دفن ہوگئے موسموں کے زیر زبر اور زمین کے کوکھ میں رہتے رہتے اب یہ نباتاتی ذخیرے کوئلہ میں تبدیل ہوگئے۔[7]

معاشی اسباب وذرائع میں معدنیات کی حیثیت قدیم زمانے سے مسلم چلی آرہی ہے۔اللہ جل شانہ نے سلیمان علیہ السلام کو ایک عظیم سلطنت سے نوازااور امور سلطنت کو چلانے کے لئے ان کو معدنی وسائل سے مالا مال کردیا،قرآن میں اس کاتذکرہ یوں کیا گیا ہے۔

وَ اَسَلۡنَا لَہٗ عَیۡنَ الۡقِطۡرِ ؕ[8]

"اور ہم نے بہادیا(سلیمان علیہ السلام) کے لئے تانبے کا چشمہ۔"

امام قرطبی نے اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"قوله: واسلنالهعين القطر، القطر النحاس، عن ابن عباس وغير اسيلت لهمسيرة ثلاثةايام كمايسيل الماو كانت بارضِ اليمن، وليميذب النحاس فيماروى لاحدقبله۔" [9]

"اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے واسلنالہ عین القطر ،القطر سے مراد تانبا ہے، حضرت ابن عباس اور دیگر سے مروی ہے کہ تانبے کے چشمے کی مسافت تین دن کی تھی یہ پانی کی طرح بہتا تھااور یمن کی زمین میں تھااور اس سے پہلے تانبے کو کسی کے لئے نہیں پگھلایا گیا تھا۔"

سلیمان علیہ السلام کے والد محترم حضرت داؤد علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام کی طرح وقت کے نبی تھے ان کے لئے لوہے کو موم بنادیا گیا تھاارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ لَقَدۡ اٰتَیۡنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضۡلًا ؕ یٰجِبَالُ اَوِّبِیۡ مَعَہٗ وَ الطَّیۡرَ ۚ وَ اَلَنَّا لَہُ الۡحَدِیۡدَ ۙ اَنِ اعۡمَلۡ سٰبِغٰتٍ وَّ قَدِّرۡ فِی السَّرۡدِ وَ اعۡمَلُوۡا صَالِحًا ؕ[10]

"ہم نے اپنی طرف سے داؤد علیہ السلام کو بڑی نعمت دی تھی (ہم نے پہاڑوں کو حکم دیا تھا) کہ اے پہاڑو داؤد کے ساتھ بار بار تسبیح کرواور اسی طرح پرندوں کو بھی حکم دیا تھا، ہم نے ان کے واسطے لوہے کو نرم کیا کہ لوہے کی اچھی پوری زرہیں بناؤاور کڑیوں کے جوڑ میں اور عمل صالح کرو۔"

ایک دوسری آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ [11]

"اور ہم نے اس کو تمہارے واسطے زرہ سازی کی صنعت سکھائی۔"

امام ابن کثیر ان آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

سلیمان علیہ السلام سے قبل ان کے والد محترم حضرت داؤد علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی بھی تھے اور وقت کے بادشاہ بھی تھے ملک میں ہر طرف انصاف کے باوجود کبھی کبھار بھیس بدل کر بازاروں میں تشریف لے جاتے تھے اور لوگوں سے پوچھا کرتے تھے کہ داؤد کیسا آدمی ہے تو جواب میں لوگ اس کی حکومت کی تعریف کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ ان کی تعلیم کے لئے ایک فرشتے کو بھیجا جب داؤد علیہ السلام کی ان سے ملاقات ہوئی تو حسب عادت داؤد علیہ السلام نے ان سے بھی وہی سوال پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ داؤد بہت اچھا آدمی ہے ان میں ایک عادت ایسی ہے کہ اگر وہ نہ ہوتی تو وہ بالکل کامل ہوتا تو داؤد علیہ السلام نے پوچھا کہ وہ کیا عادت ہے، فرشتے نے جواب دیا کہ وہ اپنا کھانا پینا اور اہل وعیال کا گزارہ مسلمانوں کے مال یعنی بیت المال سے لیتے ہیں یہ سن کر داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے میرے اللہ مجھے کوئی ایسا کام سکھادے جو اپنے ہاتھ کی مزدوری سے پورا کروں اور اس کی اجرت سے اپنا اور اپنے اہل وعیال کا گزارہ کروں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرما کر ان کے لئے لوہے کو موم بنادیا یوں گویا فولاد سازی کے پیشے نبیوں کے پیشے شمار ہوئے۔ [12]

معدنیات میں خاص طور پر لوہے کی تاریخی روداد کو بیان کرتے ہوئے مولانا مودودی تحریر کرتے ہیں:

"دنیا میں لوہے کا دور ۱۲۰۰ ق م کے درمیان شروع ہوا ہے اور یہی داؤد علیہ السلام کا زمانہ ہے اول اول شام اور ایشیاء کوچک کی حتی قوم کو لوہے پگھلانے اور تیار کرنے کا ایک پیچیدہ طریقہ معلوم ہوا اور وہ شدت کے ساتھ اس کو دنیا بھر سے راز میں رکھے ہی رہے مگر اس طریقے سے لوہا تیار ہوتا تھا کہ عام استعمال میں نہ آسکتا تھا بعد میں فلتیوں نے یہ طریقہ معلوم کر لیا اور وہ بھی اسے راز میں رکھتے رہے۔ طالوت کی بادشاہی سے قبل حیتوں اور فلیتوں نے بنی اسرائیل کو پیہم شکستیں دے کر فلسطین سے تقریباً بے دخل کر دیا تھا۔ اس کی وجوہ میں سے ایک وجہ یہ بھی تھی کہ یہ لوگ لوہے کی رتھیں استعمال کرتے تھے اور ان کے پاس دوسرے آہنی ہتھیار بھی تھے۔ ۱۰۴۰ ق م میں جب طالوت خدا کے حکم سے بنی اسرائیل کا فرمانروا ہوا تو اس نے پیہم شکستیں دے کر ان لوگوں سے فلسطین کا بڑا حصہ واپس لے لیا اور پھر حضرت داؤد علیہ

السلام (۱۰۰۴ ق م[13]) نے نہ صرف فلسطین و شرق اردن بلکہ شام کے بھی بڑے حصے پر اسرائیلی سلطنت قائم کی اس زمانے میں آہن سازی کا وہ راز جو حیتوں اور ملتیوں کے قبضے میں تھا بے نقاب ہو گیا اور صرف بے نقاب ہی نہ ہوا بلکہ آہن سازی کے ایسے طریقے بھی نکل آئے جن سے عام استعمال کے لئے لوہے کی سستی چیزیں تیار ہونے لگیں۔"[14]

5۔اسلام میں تصور دولت اور معدنیات:

مال و دولت کے بارے میں دنیا میں مختلف نظریات پائے جاتے ہیں، شریعت کی اصطلاح میں مال و دولت سے مراد ہر وہ جائز چیز ہے جو لوگوں کے لئے کسی قسم کی نفع رسانی کی کیفیت رکھتی ہو پس معدنیات، سونا، چاندی، ہیرا، موتی، جواہرات، لوہا، سیسہ، جست، تیل اور گیس اور ان کے علاوہ اجناس مال و مویشی، اراضی جائیداد وغیرہ اس کے زمرے میں آجاتی ہیں اسلام نے مال و دولت کو انسانی زندگی کے قیام کا باعث قرار دیا ہے۔مال و دولت اور ذرائع مال و دولت کو محفوظ رکھنا شریعت کو مطلوب ہے مال و دولت کو اور ذرائع مال و دولت کو ضائع ہونے سے بچانا افراد اور حکومت کی ذمہ داری ہے، قرآن کریم میں ارشاد ہے :

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا[15]

" یعنی تم ناسمجھ لوگوں کو اپنے اموال سپرد نہ کیا کرو جن کو اللہ نے تمہارے قیام کا ذریعہ بنایا ہے۔"

مال و دولت انسانی گزر و بسر کا ایک اہم ذریعہ ہے اور جس چیز کے وجود پر انسانی حیات کی بقا مضمر ہو تو اس کی تخلیق بھی انسانی حیات کے لئے ناگزیر ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کے ساتھ وہ تمام ذرائع کی تخلیق فرمائی جن ذرائع پر انسانی بقا کا دار و مدار ہے۔اللہ تعالیٰ نے زمین کی تخلیق فرما کر اس میں بے شمار نعمتیں مرتکز فرمائی گویا اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر رہنے کے لئے جگہ عنایت فرمائی اور زمین میں اس کے اسباب معاش کو بھی پیدا فرمایا ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِی الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِیْهَا مَعَایِشَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ۠[16]

"بے شک ہم نے تم کو زمین پر رہنے کے لئے جگہ دی اور بنائے اس میں تمہارے لئے معاش کے ذریعے لیکن تم لوگ بہت کم شکر کرتے ہو۔"

پروردگار عالم نے انسان کے لئے کیا کچھ پیدا نہیں کیا۔چلنے پھرنے سکون حاصل کرنے اور کھیتی باڑی کرنے کے لئے وسیع زمین پیدا کی جو بستر جیسی نرم اور سونے جیسی زرخیز ہے، پینے کے لئے پانی اور مشروبات کھانے کے لئے گیہوں،

دانے لذیذ میوہ جات پیدا کئے، مال برداری اور گوشت کھانے کے لئے متعدد نوع کے جانور پیدا کئے اللہ تعالیٰ کی ان عظیم نعمتوں میں غور وفکر کرنے کے بعد زبان پر بے ساختہ یہ آیت جاری ہوتی ہے کہ :

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا[17]

"اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے۔"

اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے بعض ایسے ذرائع معاش پیدا فرمائے ہیں جو زمین کے ظاہر کے بجائے اس کے باطن میں ہیں یعنی چٹانوں کے سینوں میں، سمندر اور زمین کی گہرائیوں میں ہیں ایسی دولت اور ذرائع معاش کو قدرتی ذخائر اور معدنیات کہتے ہیں۔ قدرتی ذخائر اور معدنیات کی حفاظت کرنا، انفرادی طور پر استعمال کرنے کے بجائے اجتماعی طور پر ان سے استفادہ کرنا اور ان کے شرعی حقوق ادا کرنا لازمی اور ضروری ہے۔

6۔ عصر حاضر میں معدنیات کی اہمیت:

انیسویں اور بیسویں صدی میں دنیا نے جس قدر ترقی کی ہے اور جس قدر ایجادات ہوئی ہیں یہ سب کچھ معدنیات ہی کی وجہ سے ہوا ہے اور آنے والے دنوں میں انسانی زندگی جس قدر ترقی کرے گی اس میں نمایاں کردار معدنیات کا ہوگا۔ آج کی تجارتی دنیا میں معدنیات اور معدنیات میں ہیرے اور جواہرات کو خصوصاً نفع بخش مال تصور کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ معدنی اشیاء کو تجارتی منفعت بخش مال کی حیثیت سے پیش کیا جاتا ہے اور آنے والے دنوں میں ان کے منفعت بخش ہونے کے امکانات کے بارے میں بات کی جاتی ہے۔ ہیرے اور جواہرات اور سنگ مرمر کے ماہر تجار کے مطابق زرکاری کے ماہرین کمپنیوں اور افراد کو آج کل یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی زرکار سرگرمیوں کا ایک حصہ جامد اموال کی شکل میں رکھا کریں مثلاً سونا، چاندی، ہیرے، جواہرات، سنگ یاقوت اور سنگ مرمر وغیرہ تاریخ اس پر گواہ ہے کہ جب کبھی بھی عالمی مارکیٹس مندی کا شکار ہو جاتی ہیں تو یہ معدنیات اپنی اونچی قیمت کی حفاظت میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور کثرت زر کے طوفانوں کا مقابلہ کرتی ہیں۔

عصر حاضر میں معدنیات کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ بین الاقوامی کمپنیاں معدنیات کی کھدائی کے حقوق کے حصول کے لئے کوشاں رہتی ہیں اور معدنیات کے اخراج کے لئے کمپنیوں کے درمیان تقابل چلتا رہتا ہے، یہ مقابلے کمپنیوں تک محدود نہیں ہیں بلکہ اس مقابلہ میں حکومتیں بھی شریک رہتی ہیں اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ جن علاقوں میں پیٹرول، گیس، سونا، چاندی، ہیرے، جواہرات اور دیگر قیمتی پتھر وغیرہ پائے جاتے ہیں ان علاقوں کو قبضہ کرنا اور زیر کرنا حکومتوں کے لئے غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے بلکہ یہ کہنا بجا ہوگا کہ اس وقت دنیا

میں جس قدر بے چینی اور بد امنی پھیلتی جارہی ہے اس میں عالمی طاقتوں کا معدنی وسائل والے علاقوں کو اپنے قبضے میں لانا بنیادی سبب اور وجہ ہے۔

7۔معدنیات پر شرعی حق وجوب:

معدنیات پر شرعی حق وجوب کے متعلق ائمہ فقہاء کے اقوال مختلف ہیں امام ابو حنیفہ اور اس کے اصحاب کے نزدیک وہ معدنیات جو پگھل سکیں اور چپٹی کی جاسکیں ان میں خمس واجب ہے جیسا کہ سونا، چاندی، تانبا، سیسہ اور پیتل وغیرہ اور وہ معدنیات جو نہ پگھل سکیں یا مائع اور سیال ہوں ان میں خمس واجب نہیں ہے۔

ملا علی قاری مرقاۃ شرح المشکاۃ میں امام ابو حنیفہ کی رائے کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

ثم اعلم ان المستخرج من المعدن ثلاثة انواع: جامد یذوب وینطبع کالنقدین والحدید ونحوه ومالیس بجامد کالماء والقیر والنفط۔ وجامد لاینطبع کالجص والنورة والزرنیخ و سائر الاحجار کالیاقوت والملح لایجب الخمس الافی النوع الاول۔[18]

"پھر سمجھ لے کہ معدنی کان سے نکالے جانے والے معدنیات کی تین قسمیں ہیں پہلی قسم وہ ہے جو پگھل سکے اور چپٹی کی جاسکے جیسے دو نقدی (یعنی سونا اور چاندی) لوہا اور اس جیسے دیگر معدنیات اور وہ جو ٹھوس نہ ہو جیسے پانی، مٹی کا تیل اور پیٹرول اور جو ٹھوس ہو مگر نہ پگھلے جیسے گچھ، چونا ہڑتال اور دیگر سارے قیمتی پتھر جیسے یاقوت، نمک، خمس، صرف پہلی قسم میں واجب ہ۔"

امام ابو حنیفہ نے معدنیات میں خمس کے وجوب کا قول اختیار کیا ہے اور اس کے لئے قرآن، حدیث اور قیاس سے استنباط کیا ہے۔ وھبتہ الزحیلی لکھتے ہیں :

ودلیلھم (ای الاحناف) الکتاب، والسنة الصحیحة والقیاس، اما الکتاب فقوله تعالٰی: واعلموا انما غنمتم من شی فان للہ خمسه ویعد المعدن غنیمة لانه کان محله من الارض فی ایدی الکفرة و قد استولی علیه المسلمون عنوة۔[19]

"ان کی دلیل کتاب، سنت صحیحہ اور قیاس سے ہے، پس کتاب (یعنی قرآن) میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، جان لو جو تم غنیمت پاؤ کچھ بھی اس کا پانچواں حصہ اللہ کے لئے ہے۔ معدنیات کو غنیمت شمار کرتے ہیں کیوں کہ ان کا محل اور قرار کی جگہ زمین ہے جو کفار کے ہاتھ میں تھی مسلمانوں نے بزور طاقت اس پر قبضہ کرلیا۔"

جس طرح مال غنیمت پر خمس واجب ہے اسی طرح معدنیات پر بھی خمس واجب ہے اس آیت سے

استدلال کا دوسرا انداز کچھ اس طرح ہے۔کہ اس آیت میں غنیمت پر خمس واجب ہے اور غنیمت از روء لغت ہر اس شے کو کہتے ہیں جو بلا کدو کاش مل جائے اس لئے اس آیت کے مفہوم میں وہ تمام اشیاء داخل ہوں گی جو خشکی یا تری سے حاصل ہوں۔

حدیث سے دلیل حضرت ابو هریرہؓ کی یہ روایت ہے :

"عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ قال: العجما جبار ، والبیر جبار والمعدن جبار و فی الرکاز الخمس-"[20]

"حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اونٹ کے مارے ہوئے کا کوئی ضمان نہیں، کنویں میں گرے ہوئے کا کوئی ضمان نہیں، معدنیات کے کنویں میں گرے ہوئے کا کوئی ضمان نہیں اور رکاز پر خمس ہے۔"

اس حدیث میں المعدن جبار کے متعلق امام ابو حنیفہ کی رائے یہ ہے کہ جس معدنی کان میں کوئی شخص گر کر زخمی یا ہلاک ہو جائے یا کان کے مالک نے کس شخص کو معدنیات نکالنے کے لئے اجرت پر لگادیا وہ مزدور کام میں مصروف تھا کہ کوئی تودہ اس پر گر گیا جس کی وجہ سے وہ شخص زخمی یا ہلاک ہو گیا تو کان کے مالک پر نہ دیت اور قصاص ہے اور نہ زخمی ہونے کا کوئی جرمانہ ہے۔

یوسف بنوری امام ابو حنیفہ کی رائے کو بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں

"قوله: المعدن جبار ای من استاجر حافراً لاستخراج المعدن فانهار علیه فمات دمه هدر لاضمان علیه من القود و الدیرة وھذا شرحنا الحدیث و فیه الخمس عندنا و لیس فیا الخمس عندالشافعی ممافی الجبار عندھم ای لاخمس فیه۔"[21]

"حدیث میں المعدن جبار کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص نے معدنیات نکالنے کے لئے کسی شخص کو کھدائی کے لئے اجرت پر لگادیا اور وہ اس مزدور پر گر گیا اور مزدور فوت ہو گیا تو کان کے مالک پر کسی قسم کا جرمانہ نہیں ہے، نہ قصاص ہے اور نہ دیت ہے۔ ہم (امام ابو حنیفہ) نے حدیث کا یہی مفہوم بیان کیا ہے اور ان کے نزدیک معدنیات میں خمس واجب ہے۔ امام شافعی کے نزدیک معدنیات میں خمس واجب نہیں ہے حدیث میں لفظ جبار کا مطلب امام شافعی یہ لیتے ہیں کہ معدنیات میں خمس واجب نہیں ہے"

حدیث بالا میں لفظ الرکاز کی وجہ سے ائمہ فقہاء کی آرا مختلف ہیں، امام ابو حنیفہ کی رائے یہ ہے کہ لفظ الرکاز کا اطلاق معدنیات پر بھی کیا جا سکتا ہے اور دفینہ جاهلیہ یعنی خزانہ پر بھی کیا جا سکتا ہے لھٰذا معدنیات اور خزانہ دونوں میں خمس واجب ہے۔

جیسا کہ ابن منظور لسان العرب میں لکھتے ہیں :

"اختلف اهل الحجاز والعراق، فقال اهل العراق (ابوحنيفة) فى الركاز المعادن كلها فللمستخرج اربعة اخماسه و بيت المال الخمس والركاز الاسم وهى القطع العظام مثل الجلاميد من الذهب والفضة تخرج من المعادن وهذا يعضد تفسير اهل العراق۔" [22]

"اہل حجاز اور اہل عراق (یعنی امام شافعی اور امام ابو حنیفہ) کا لفظ رکاز میں اختلاف ہے اہل عراق نے کہا ہے کہ رکاز، معادن ایک ہی چیز ہے رکاز میں ایک خمس بیت المال اور چار خمس نکالنے والے کے لئے ہیں رکاز اسم ہے، سونے اور چاندی کے بڑے بڑے ٹکڑوں کو رکاز کہتے ہیں جو معدنی کانوں سے نکلتے ہیں۔ یہ تعریف اہل عراق کی تفسیر اور تشریح کو تقویت دیتی ہے"

یعنی حدیث میں لفظ رکاز کی جو تشریح امام ابو حنیفہ نے کی ہے لغت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

علامہ عینی عمدۃ القاری میں لکھتے ہی :

"المعدن والركاز واحد۔" [23]

"معدن اور رکاز ایک ہی چیز ہے۔"

علامہ عینی کی رائے بھی یہ ہے کہ معدن اور رکاز ایک ہی شے ہے اس کی مزید وضاحت یوسف بنوری ایک اور حدیث سے کرتے ہیں جس کو تشریح الحدیث بالحدیث کہتے ہیں، معارف السنن میں ہے۔

"عن عبداللهؓ بن عمر ان النبى سئل عن المال يوجد العذب العادى فقال وفى الركاز الخمس۔"[24]

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے مال مدفون یعنی خزانہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس میں اور رکاز میں خمس ہے۔"

اس حدیث میں آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ "فيه وفى الركاز" اس میں اور رکاز میں خمس ہے فیہ میں خزانہ کا ذکر آگیا لھٰذا رکاز سے معدن مراد ہے۔ معدنیات میں خمس کے قائلین میں امام ابو حنیفہ کے علاوہ امام ابو یوسف، امام محمد، امام زھری، اور حضرت علی کرم اللہ وجہ شامل ہیں .یوسف بنوری لکھتے ہیں :

"وبالحمله فذهب الى وجوب الخمس فى المعدن ابو حنيفه و ابو يوسف و محمد و غيرهم من اصحابه و رواه ابو عبيد فى كتاب الاموال عن على والزهرى-" [25]

"من جملہ معدنیات میں خمس کے قائلین میں ابو حنیفہ، ابو یوسف، محمد اور ان کے دیگر اصحاب شامل ہیں ابو عبید نے کتاب الاموال میں زھری اور حضرت علی کرم اللہ وجہ کی بھی یہی رائے نقل کی ہے۔"

امام شافعی رکاز اور معدن کو الگ الگ چیز سمجھتے ہیں اور معدنیات میں صرف سونے اور چاندی کو شمار کرتے ہیں،

وھبتہ الزحیلی لکھتے ہیں :

"قال الشافعی : المعدن غیر الرکاز فالمعدن مایستخرج من مکان خلق اللہ تعالٰی فیہ وھو خاص بالذھب والفضۃ۔" [26]

"امام شافعی نے کہاہے کہ معدن رکاز کا غیر ہے، پس معدن وہ ہے جو ایسی جگہ سے نکالا جائے جسے اللہ تعالیٰ نے اس کی تخلیق کے وقت ان میں پیدا کیاہو یہ سونااور چاندی کے ساتھ خاص ہے۔"

یعنی حضرت ابوھریرہؓ کی حدیث میں جو لفظ رکاز کا آیاہے اس میں خمس کا ذکر ہے جبکہ معدن رکاز میں شامل نہیں تو اس میں خمس بھی نہیں ہے اور شرعی حکم کے لحاظ سے معدنیات میں صرف سونااور چاندی شامل ہیں۔ دیگر اشیاء مثلاً لوہا، تانبا، سیسہ، پیٹرول، گیس، ہیرا، موتی اور جواہرات وغیرہ ان کے نزدیک شرعی حکم کے لحاظ سے معدنیات میں شامل نہیں ہیں۔امام احمد بن حنبل بھی رکاز اور معدن کو الگ الگ چیز سمجھتے ہیں اور رکاز سے مراد دفینہ جاھلیہ یا خزانہ مراد ہے ان کے نزدیک خزانہ میں خمس واجب ہے، معدن میں خمس واجب نہیں ابن قدامہ لکھتے ہیں :

"وما کان من الرکاز وھو دفن الجاھلیۃ قل او کثر ففیہ الخمس لاھل الصرقات۔" [27]

"جو رکاز ہے وہ دفینہ جاھلیہ (یعنی خزانہ) ہے یہ کم ہو یا زیادہ ہو اس میں اہل صدقات کے لئے خمس ہے۔"

امام احمد بن حنبل اور امام شافعی معدن اور رکاز کو الگ الگ سمجھتے ہیں، حدیث میں وفی الرکاز الخمس میں صرف خزانہ کو شامل کرتے ہیں اس سے پہلے والا جملہ المعدن جبار کا یہ مطلب لیتے ہیں کہ اس میں خمس نہیں ہے۔

8۔معدنیات میں نصاب کی شرط:

حدیث میں وفی الرکاز الخمس کا لفظ مطلقاً ہے اس میں کسی شرط کا ذکر نہیں ہے، لھذا امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک معدنیات میں خمس مطلقاً ہے، نصاب کی شرط نہیں ہے اور جو حضرات معدنیات میں خمس کے قائل نہیں ہیں جیسے امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور ان کے اصحاب ہیں ان کی رائے یہ ہے کہ معدنیات میں زکوۃ واجب ہے اور اس میں نصاب کی شرط ہے یعنی معدنی کانوں سے نکلنے والی چیزوں کی قیمت نصاب نقود کے برابر ہوں ان حضرات نے سونے اور چاندی کے بارے میں وارد عام احادیث سے استدلال کیاہے، مثلاً یہ کہ پانچ اوقیہ سے کم پر صدقہ واجب نہیں اور ایک سو نوے درھم پر کچھ نہیں ہے۔

امام ترمذی کی روایت ہے:

"عن علی قال: قال رسول اللہ قد عفوت عن صدقۃ الخیل والرقیق فھاتوا صدقۃ الرقۃ من کل اربعین درھما درھم ولیس لی فی تسعین وماءۃ شیٔ فاذا بلغت مائتین ففیھا خمسۃ دراھم۔" [28]

"حضرت علیؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ گھوڑوں اور غلاموں پر زکوٰۃ معاف ہے، چاندی کے سکّوں میں چالیس درھم پر ایک درھم زکوٰۃ ہے، ایک سو نوّے تک کچھ نہیں جب کہ دو سو درھم پر پانچ درھم زکوٰۃ ہے۔"

8۔1 معدنیات میں نصاب کی تشکیل:۔

جو حضرات معدنیات میں نصاب کی شرط کے قائل ہیں ان کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ جس وقت معدنی کان سے کوئی شے نکلے وہ ایک ہی مرتبہ بقدر نصاب ہو بلکہ متعدد مرتبہ کے اخراج کو ملا کر نصاب تشکیل پائے گا علاّمہ ابی القاسم امام غزالی کے حوالہ سے اس بحث کی پوری تفصیل کو یوں بیان کرتے ہیں:

"غزالی نے کہاہے کہ نصاب کے اعتبار کی صورت میں جو کچھ (معدنیات میں سے) ملتا جائے گا اس کو دوسرے سے ملایا جائے گا جیسے پھلوں کو ملایا جاتا ہے لیکن یہاں کام میں اتصال کو ملحوظ رکھا جائے گا۔ اگر کسی آلہ کو درست کرنے کی خاطر کام کرنا چھوڑ دیا تو اس کو انقطاع نہیں سمجھا جائے گا لیکن اس کام کو چھوڑ کر کوئی اور کام شروع کیا تو اس کو انقطاع تصوّر کیا جائے گا۔ بیماری اور سفر کی وجہ سے کام کار کنا منقطع متصور نہیں ہو گا اور اسی طرح نصاب کو مکمل کیا جائے گا۔ جو کچھ معدنیات سے مل جائے اور سونا چاندی جس کا وہ مالک ہوا ہے۔ لیکن معدنیات کے منافع اور مال تجارت کو اس کے ساتھ نہیں ملایا جائے گا۔ رافعی کا کہنا ہے کہ اس فصل کا مضمون دو مسئلوں پر تفریع ہے، اگر معدنیات میں نصاب شرط ہو۔ ان دونوں میں سے ایک یہ ہے کہ ضروری نہیں ہے کہ ایک ہی دفعہ میں معدنیات نصاب کو پہنچیں بلکہ جیسے جیسے معدنیات حاصل ہوتے جائیں بعض کو بعض کے ساتھ ملایا جائے پھر تمام میں زکوٰۃ ہو گی کیوں کہ معدنی کانوں سے معدنیات اسی طرح حاصل کئے جاتے ہیں، پھلوں کے ملانے سے ان کی مشابہت ہے"[29]

وہبۃ الزحیلی معدنیات پر وجوب زکوٰۃ کے متعلق تحریر کرتے ہیں:

"ویضم فی الرکاز المعدن المستخرج ثانیا لما استخرج اولاً متی کان العرف واحدا ای متصلاً بما خرج اولاً۔فان بلغ الجمیع نصاباً فاکثر وذکاہ وان ترخ العمل۔" [30]

"اور ملا دیا جائے گا معدنی کان کے معدنیات کو پہلی بار والوں کے ساتھ جب دوسری بار نکالے جائیں اور عرف ایک ہو یعنی پہلے جو کچھ ملا ہے دوسری بار نکلنے سے متصّل ہو اگر سب کے سب نصاب کو پہنچ جائیں اور زیادہ ہو جائیں تو زکوٰۃ واجب ہو گی اگرچہ کام میں تاخیر ہو جائے"

9۔ معدنیات پر سال گزرنے کی شرط:

مال تجارت نقدی وغیرہ میں وجوب زکوۃ کے لئے سال گزرنے کی شرط لازم ہے جبکہ معدنیات میں خمس یا زکوۃ دونوں صورتوں میں سال گزرنے کی شرط نہیں اس کو نکالنے اور اس کو صاف کر کے علیحدہ کرنے پر زکوۃ واجب ہو جاتی ہے۔امام مالک فرماتے ہیں کہ معدن فصل کی طرح ہے اس پر فصل کی طرح زکوۃ واجب ہو جائے گی یعنی جس دن کان سے معدنیات حاصل ہو جائیں اسی دن زکوۃ واجب ہو جائے گی اور سال گزرنے کا انتظار نہیں کیا جائے گا جس طرح فصل پر کٹائی کے وقت زکوۃ واجب ہو جاتی ہے اور اس پر سال گزرنے کا انتظار نہیں کیا جاتا ہے۔معدن پر سال گزرنے کی شرط نہ ہونے کے بارے میں سلف اور خلف عام فقہا کا یہی مسلک ہے۔

الشرح الکبیر میں ہے:۔

"وفی الحول قولان: اصحهما انه لا یشترط بل تجب الزکوۃ فی الحال الثمار والزروع، وھذا قال مالک، وابو حنیفه، واحمد رحمه اللّٰہ تعالیٰ وھو النصوص علیه فی اکثر الکتب الشافعی ﷺ قدیمها وحدیثها۔"[31]

" معدنیات پر سال گزرنے کی شرط کے بارے میں دو قول ہیں ان میں صحیح قول یہ ہے کہ معدنیات پر سال گزرنے کی شرط نہیں ہے بلکہ زکوۃ فی الحال واجب ہے جیسے پھل اور کھیتی میں ہے یہ قول امام مالک، امام ابو حنیفہ اور امام احمد بن حنبل کا ہے اکثر کتب میں امام شافعی سے بھی یہی قول منقول ہے ان کا قدیم اور جدید قول یہی ہے۔"

10- معدنیات کی تحدید یا تعمیم:

امام شافعی اور امام ابو حنیفہ معدنیات میں تحدید کے قائل ہیں امام شافعی صرف سونے اور چاندی کو ان معدنیات میں شمار کرتے ہیں جن پر فوری زکوۃ یا خمس واجب ہے امام ابو حنیفہ جامد منطبع (یعنی ٹھوس اور پگھلنے کے قابل) میں خمس کے قائل ہے جبکہ امام احمد بن حنبل معدنیات میں تعمیم کے قائل ہیں یعنی کسی تحدید و تخصیص کے بغیر عمومی طور پر معدنیات میں زکوۃ کے قائل ہیں خواہ معدنیات جامد منطبع ہوں یا جامد غیر منطبع ہوں یا مائع ہوں ان کے نزدیک معدنیات کی تینوں اقسام میں حکم کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے بالعموم سب میں زکوۃ واجب ہے۔ معدنی شے سونا، چاندی، لوہا، تانبا اور سیسہ کی طرح جامد منطبع ہو یا فیروزہ، یاقوت، ہیرا اور سنگ مرمر کی طرح جامد غیر منطبع ہو یا تیل، پڑول، تارکول اور گندھک کی طرح مائع ہو ہر قسم پر فوری زکوۃ ہے اس میں سال گزرنے کی شرط نہیں ہے۔

امام شافعی فرماتے ہیں:۔

"واذا عمل فی المعادن فلا زکوۃ فی شی مما یخرج منها الا ذهب او ورق فاما الکحل، والرصاص،

والنحاس، والحدید والکبریت وغیرہ فلا زکوٰۃ فیہ۔:[32]

"معدنی کانوں میں کام کرتے ہوئے جو کچھ نکل آئے اس پر کچھ نہیں ہے سوائے سونا اور چاندی کے، سرمہ، سیسہ، تانبا، لوہا اور پیتل وغیرہ میں زکوٰۃ نہیں ہے۔"

وھبتہ الزحیلی لکھتے ہیں:۔

ویجب فیہ ربع العشر ان کان ذھبا او فضۃ لا غیر ھما کالیاقوت و زبرجد و نحاس و حدید سوا، وجد فی ارض مباحۃ او مملوکۃ لحد مسلم لعموم ادلۃ زکوٰۃ السابقۃ۔[33]

"معدنیات میں چالیسواں حصہ واجب ہے بشرطیکہ سونا اور چاندی ہو ان دونوں کے ماسوا میں کچھ واجب نہیں جیسے یاقوت، زبرجد، تانبا، لوہا وغیرہ، برابر ہے کہ صباح زمیں سے دریافت شدہ ہوں یا مملوکہ زمین سے جو کسی مسلمان کے لئے محدود کی گئی ہو زکوٰۃ کے سابقہ عمومی دلائل کی وجہ سے یہ حکم ہے۔"

ابن قدامہ امام احمد بن حنبل اور دیگر کی رائے کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" معدن جس سے وجوب زکوٰۃ کا تعلق ہے ہر وہ چیز ہے جو زمین سے نکلے جو زمین میں پیدا کی گئی ہو لیکن زمین کا غیر ہو جس کی قیمت بھی ہو جیسے لوہا، یاقوت، زبرجد، بلور، عقیق اسی طرح معدنیات جاری جیسے مٹی کا تیل، پیٹرول وغیرہ۔ مالک اور شافعی نے کہا ہے کہ زکوٰۃ کا تعلق صرف سونا اور چاندی سے ہے۔ ابو حنیفہ نے کہا ہے زکوٰۃ کا تعلق ان معدنیات سے ہے جو کوئی چپٹی کی جا سکیں یعنی پگھل سکیں جیسے سیسہ، لوہا اور تانبا اسکے علاوہ دیگر میں خمس واجب نہیں۔"[34]

علامہ عبدالشکور لکھنوی علم لفقہ میں امام ابو حنیفہ کی رائے کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اگر معدن میں کوئی ایسی چیز نکلے جو منجمد نہ ہو جیسے تیل وغیرہ یا آگ میں ڈالنے سے نرم نہ ہوتی ہو جیسے جواہرات وغیرہ تو ان میں بیت المال کا کچھ بھی حصہ نہیں ہے بلکہ وہ سب پانے والے کا ہے۔" [35]

عصر حاضر میں معدنیات کے بارے میں امام احمد بن حنبل کی رائے زیادہ مناسب ہے کہ وہ معدنیات میں مطلقاً بغیر کسی تحدید و تخصیص کے شرعی حق وجوب کے قائل ہیں۔ اگر گزشتہ زمانے کے آئمہ فقہا آج کے دور میں ہوتے اور اس دور میں ان معدنیات کی اہمیت وحیثیت دیکھتے اور ملاحظہ فرماتے کہ آج کل اقوام عالم کی ترقی اور خوشحالی کا مدار یہی معدنی دولتیں بن چکی ہیں تو ان کا موقف یقیناً یہ ہوتا کہ وہ ان جملہ معدنیات پر مطلقاً شرعی حق وجوب کے قائل ہوتے۔

11۔معدنیات اور مفاد عامہ:

معدنی وسائل سے مالامال زمینوں کی حفاظت اور رکھوالی حکومت وقت کی ذمہ داری ہے نہ تو کسی کو اس قسم کی اراضی پر قبضہ کرنے دے اور نہ کسی کو بطور جاگیر دے۔ مفاد عامہ کی ہر چیز مثلاً چراہ گاہ، جنگلات، نمک کی جھیل، تیل کے چشمے اور اس قسم کی تمام چیزیں جو خالص قدرتی عطیہ ہوتی ہیں ان کا انتظام حکومت کے سپرد ہے۔ اسلام کی آمد سے قبل یہ دستور تھا کہ بڑے بڑے جاگیر دار اور قبیلہ کے سردار چراہ گاہ، جنگلات اور اس قسم کی منفعت عامہ والی زمینوں پر بلا شرکت غیرے قبصہ رکھتے تھے، غریب عوام کو زمین کی قدرتی چیزوں خودرو گھاس، جنگل کی لکڑیاں اور دوسری استعمال کی اشیاء سے محروم رکھتے تھے اسلام نے آکر اس جاہلانہ اور ظالمانہ روش کو ختم کیا اور اعلان عام کر دیا کہ تمام وہ چیزیں جن کی پیدائش اور کار آمد بنانے میں کسی کی محنت و قابلیت کو کوئی دخل نہیں ہے ان میں تمام انسان برابر کے شریک ہیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ اور خلفاراشدین کے زمانے میں اس قسم کی چیزیں نہ تو فرد خاص کی ملکیت میں ہوتی تھیں اور نہ ان کے استعمال میں کسی کو حق اولیت حاصل ہوتا تھا اور اگر کسی کو بے خبری کی بناپر ایسی زمین دی بھی گئی تو معلوم ہونے پر دوبارہ واپس لی گئی جیسا رسول اللہ ﷺ نے ابیض بن جمال مازنی سے نمک والی زمین واپس لی تھی۔

علامہ ماوردی اس واقعہ کو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ابیض بن جمال نے رسول اللہ ﷺ سے مارب کی نمک والی زمین اپنے لئے الاٹ کرنے کی درخواست کی رسول اللہ ﷺ نے ان کو عطا کر دی۔ اقرع بن حابس التمیمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ زمانہ جاہلیت میں اس پر سب سے پہلے میں وارد ہوا تھا میرے سوا کوئی اس پر نہیں آیا تھا اور نہ کسی نے یہ زمین لی تھی یہ تو زمین میں جمع شدہ پانی کی طرح ہے۔ ابیض سے واپس کرنے کے لئے کہا گیا ابیض نے واپس کر دی لیکن کہا یہ بات ہے کہ میری طرف سے صدقہ کر دو حضور ﷺ نے فرمایا آپ کی طرف سے صدقہ ہے۔ یہ جمع شدہ پانی کی طرح ہے جو اس پر آئے گا وہ اس سے لے لیگا۔[36]

رسول اکرم ﷺ کا نمک والی زمین واپس لینے کی وجہ اس کے علاوہ کیا ہو سکتی ہے کہ اس قسم کے قدرتی عطیات فرد واحد کے لئے مخصوص نہ ہو جائیں بلکہ اس سے انتفاع میں تمام لوگ برابر کے شریک رہیں۔

علامہ شامی لکھتے ہیں:۔

"اور امام کے لئے جائز نہیں ہے کہ ایسی زمین کسی کو الاٹ کرے جن سے مسلمان مستغنی نہ ہوں جیسے معدنیات ظاہرہ جن کو اللہ تعالی نے زمین میں ظاہر اگر کھ دی ہے نمک کی کان، سیسہ، مٹی کا تیل اور پیٹرول وغیرہ"[37]

علامہ کاسانی کہتے ہیں:۔

" اوراسی طرح نمک والی زمین، تیل اورپڑول والی زمین اوران جیسی اور زمینیں جس سے مسلمان مستغنی نہیں ہو سکتے یہ غیر آباد زمین شمار نہیں ہوں گی۔امام یعنی حاکم کے لئے جائز نہیں ہے کہ اس قسم کی زمین کسی کو آلاٹ کرکے دے دے۔کیوں یہ تمام مسلمانوں کا حق ہے کسی ایک کو الاٹ کرنے سے دوسروں کے حقوق باطل ہو جائیں گے اور یہ ناجائز ہے۔"[38]

12- معدنیات کے خمس کو بیت المال میں جمع کرنا:

اسلامی ریاست میں بیت المال کا مالی معاملات میں اساسی کردار ہوتا ہے ناداروں بے کسوں اور کمزوروں کی مدد بیت المال سے کیجاتی ہے اور دیگر ریاستی ضرورتیں بیت المال سے پوری کی جاتی ہیں اس لئے معدنیات کی خمس بیت المال میں جمع ہو گی لیکن اگر بیت المال کا نظام کمزور ہو ضرورت مندوں کی ضرورتیں اس سے پوری نہ ہوتی ہوں تو معدنیات کی خمس بیت المال میں جمع کرنے کی بجائے براہ راست ضرورت مندوں کو دی جاسکتی ہے۔

جیسا کہ صاحب البحر الرائق لکھتے ہیں :

" جس نے معدن اور خزانہ پالیا تواس کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اس کی خمس کو فقرا میں تقسیم کرے اگر امام کو اس کا پتہ چلا تو وہ اسے جاری اور جائز رکھے گا کیوں کہ خمس فقرا کا حق ہے اور اس نے مستحقین تک پہنچایا ہے۔"[39]

علامہ شامی اس بات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں :

"میں کہتا ہوں ہمارے زمانے میں بیت المال کے صحیح انتظام نہ ہونے کی وجہ سے یہ زیادہ بہتر ہے کہ خمس کو فقرا میں تقسیم کیا جائے." [40]

علامہ شامی کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر بیت المال سے حقداروں کو ان کے حقوق نہ مل رہے ہوں تو پھر بہتر یہ ہے کہ خمس بیت المال میں جمع کرنے کی بجائے خود فقرا میں تقسیم کیا جائے۔

13- معدنیات کی خمس کو والدین یا اولاد پر خرچ کرنا:

معدنیات کی خمس کو اپنے والدین اور اپنی اولاد پر خرچ کرنے کی اجازت ہے بلکہ اگر وہ شخص خود ضرورت مند ہے چار اخماس سے اس کی ضروریات پوری نہیں ہوتی ہیں تو خمس کو اپنی ضرورتوں میں صرف کر سکتا ہے۔ کاسانی لکھتے ہیں:۔

"**ویجوز دفعه الی الوالدین والمولودین الفقرا، ویجوز للواجدان یصرف الی نفسه اذا**

کان محتاجا و لا تغنیه الاربعة الاخماس۔" [41]

"والدین یااولاد فقیر ہوں توان کو خمس دی جاسکتی ہے اور اگر پانے والا خود ضرورت مند ہو چار خمس سے اس کی ضروریات پوری نہ ہوتی ہوں تو خمس کو اپنی ذات پر بھی خرچ کر سکتا ہے"

14- خلاصہ البحث:۔

اللہ تعالیٰ کی عطاکردہ نعمتیں خواہ انسان کے وجود میں ہوں یا اس کے وجود سے خارج ہوں ان کی حفاظت اور قدر کرنا واجب ہے اور ان نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق استعمال کرنا اور ان کے شرعی حقوق ادا کرنا لابدی اور ضروری ہے، معدنی خطوں کے لحاظ سے مسلمان دنیا کی خوش قسمت قوم ہے کہ روئے زمین کے جن خطوں پر یہ آباد ہے وہ معدنی دولت سے مالا مال خطے ہیں اگر مسلمان ان معدنیات کو خدائی احکام کے مطابق استعمال کریں تو امت مسلمہ سے پسماندگی بھوک اور غربت کا خاتمہ ہو جائے۔ معدنیات کے بارے میں اس روش کو اختیار کرنے کی ضرورت ہے جس روش کو نبی اکرم ﷺ اور خلفاے راشدین نے اختیار کی تھی کہ معدنی وسائل اور قدرتی ذخائر کی حفاظت کا خصوصی انتظام ہوتا تھا۔اس قسم کی زمینیں افراد کی ملکیت میں نہیں دی جاتی تھیں بلکہ ان کا انتظام خلافت اور حکومت کے ذمہ رہتا تھا اور وہی حسب عادت اور مصلحت انتفاع کی صورتیں متعین کرتی تھی پھر تمام لوگوں کو اس حساب سے منتفع ہونے کا موقع دیتی تھی۔ عالمی استعمار کی ذہنی غلامی کو ترک کر کے اور اپنی کم ہمتی، سستی اور کاہلی کی چادر کو پھینک کر کے اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں سے وہ فوائد اور ثمرات حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جو حاصل کرنے کا حق ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)

مراجع و حواشی:

1 لوئیس معلوف المنجد (اردو) مترجم سعید حسن خان دار الاشاعت، کراچی، ۱۹۷۵ء ص: ۴۹۲

2 کمال الدین محمد بن عبد الواحد ابن الھمام، فتح القدیر، مطبعۃ الکبری الامیریہ قاہرہ ۱۳۱۵ھ ج: ۲ ص: ۲۳۳

3 ابو محمد عبد اللہ بن احمد، المغنی، مکتبہ الریاض الحدیث، ریاض، ۱۹۵۴ء ج: ۲ ص ۳۳۰

4 علاء الدین ابو بکر الکاسانی، بدائع الصنائع، محمد سعید کمپنی، کراچی ۱۳۶۸ھ ج: ۲ ص: ۶۵

5 جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور، لسان العرب، مطبعہ میریہ قاہرہ، ۱۳۰۴ھ ج: ۱۰ ص: ۳۵۴

6 ابن عابدین محمد امین الشامی، رد المحتار؛ محمد سعید کمپنی، کراچی ۱۴۱۵ھ ج: ۲ ص: ۳۱۹

7 انجینئر شفیع حیدر صدیقی، قرآن اور معدنیات دار الاشاعت، کراچی، ۲۰۰۲ء ص: ۴۵

8 سورۃ سبا: ۱۲

9 القرطبیؒ، محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن: دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۹۶۷ء ج: ۱۴ ص: ۱۷۳

10 سورۃ سبا: ۱۰

11 سورۃ الانبیا: ۸۰

12 ابو الفدا اسماعیل بن کثیر، تفسیر القرآن العظیم: نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی ۱۹۸۰ء ج: ۴ ص: ۴۶

13 سید ابو الاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن سروسز بک کلب، لاہور ۱۹۹۲ء ج: ۳ ص: ۱۷۵

14 سورۃ النسا: ۵

15 سورۃ ابراھیم: ۳۴، سورۃ النسا: ۵

16 سورۃ الاعراف: ۱۰

17 النحل: 18

18 ملا علی قاری، المرقاۃ شرح المشکاۃ مکتبہ امدادیہ ملتان ج: ۴ ص: ۱۴۹

19 وھبتہ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ: مکتبہ حقانیہ، پشاور ج: ۲ ص: ۷۷۲

20 محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری قدیمی کتب خانہ، کراچی ۱۳۵۷ھ ج: ۱ ص: ۲۰۳

21 محمد یوسف بنوری، معارف السنن: مکتبہ دمشق ۱۳۸۳ھ ج: ۵ ص: ۲۴۰

22 لسان العرب، ج: ۵ ص: ۳۵۶

23 بدر الدین عینی، عمدۃ القاری شرح البخاری، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ ۱۴۰۲ھ ج: ۹ ص: ۱۰۰

24 معارف السنن ج: ۵ ص: ۲۴۶ ۲

25 معارِف السنن ج:۵ص:۳۴۰

26 الفقہ الاسلامی وادلتہ ج:۲ص:۷۸۱

27 المغنی ج:۲ص:۳۲۶

28 محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی: محمد سعید کمپنی، کراچی ۱۹۸۵ء ج:۱ص:۷۹

29 ابی القاسم عبدالکریم بن محمد، الشرح الکبیر، دار لکتب بیروت ۱۴۱۷ھ ج:۳ص:۱۳۲

30 الفقہ الاسلامی وادلتہ ج:۲ص:۷۸۱، الشرح الکبیر ج:۳ص:۱۳۰

31 الشرح الکبیر ج:۳ص:۱۳۰

32 محمد بن ادریس الشافعی، کتاب الام، عالم الکتب بیروت ج:۲ص:۴۳،

33 الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج:۲، ص:۷۸۱

34 المغنی ج:۲ص:۳۳۰

35 عبدالشکور لکھنوی، علم الفقہ، وارالاشاعت کراچی، ۱۳۸۱ھ ج:۴ص:۵۱۱

36 ابوالحسن علی بن محمد الاحکام السلطانیہ، ادارہ اسلامیات، لاہور ۱۹۸۸ھ ص:۲۴۸

37 ردالمحتار ج:۴ص:۴۳۴

38 علاءالدین ابو بکر الکاسانی، بدائع الصنائع محمد سعید کمپنی کراچی ۱۳۶۸ھ ج:۶ص:۱۹۴

39 زین الدین ابن نجیم، البحر الرائق ادارۃ المعارف بیروت، لبنان ج:۲ص:۲۳۹

40 ابن عابدین الشامی، فتاویٰ شامیہ، محمد سعید کمپنی کراچی ج:۲ص:۳۱۹

41 بدائع الصنائع ج:۲ص:۷۶